



الجلی الحسن فی حُرْمَةِ وِدادِی اللبِن

۱۳۳۰ ھ

از اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان



تقدیم

امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی ابن مفتی مولانا مفتی علی
خان قادری برکاتی بریلوی (م ۱۲۹۷ھ) ابن مفتی مولانا رضا علی خاں بریلوی
(م ۱۳۸۲ھ) ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ میں بریلی شریف محلہ جھولی میں پیدا
ہوئے اور ۱۳ شعبان ۱۳۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے اور اسی دن مسئلہ رضاعت
پر پہلا فتویٰ لکھا اور پھر مسلسل تقریباً ۵۵ برس فتویٰ نویسی فرماتے رہے
۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ میں وصال ہوا اور اب آپ کی چوتھی پشت اس "مندافتا"
کو سنبھالے ہوئے ہے جس کی بنیاد آپ کے جد امجد نے اس خاندان میں ۱۵۰ برس
قبل رکھی تھی۔ مولانا مفتی سبحان رضا خان قادری رضوی نوری بریلوی ابن مولانا
مفتی ریحان رضا خان قادری رضوی نوری بریلوی (م ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء) ابن مولانا
مفتی ابراہیم رضا خان قادری رضوی حامدی بریلوی (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) ابن مولانا
مفتی حامد رضا خان قادری رضوی نوری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) آج اس
تاریخی "مندافتا" پر مسند نشین ہیں اور ساتھ ہی خانقاہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین



اور دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم بھی ہیں۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری لوری برکاتی بریلوی (۱۳۰۲ھ/۱۹۸۱ء) نے بھی مسلسل ۸۰ سال فتویٰ نویسی فرمائی۔ مفتی اعظم ہند کے محال کے بعد اس مسند افتاء پر حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان قادری رضوی لوری بریلوی الانہری مدظلہ العالی مسند نشین ہیں۔

امام احمد رضا نے تمام علوم و فنون پر قلمی یادگار چھوڑی ہیں جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ آپ اگرچہ تمام ہی علوم و فنون پر کامل دسترس رکھتے تھے مگر فقہ کے میدان کے آپ شہنشاہ تھے۔ سب سے زیادہ کتب آپ نے فقہی عنوانات پر تصنیف فرمائی ہیں، ان سب میں آپ کا شاہکار فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ ضخیم جلدیں ہیں۔ ان جلدوں کو بطرح تخریج اور ترجمہ کے ساتھ علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی زیر نگرانی علماء کا ایک بورڈ ایڈٹ کر رہا ہے۔ توقع ہے کہ یہ تعداد ۲۵ تا ۳۰ تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ اس کی ۱۰ جلدیں اب تک طبع ہو چکی ہیں اور ہر جلد لگ بھگ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی ۱۲ جلدوں میں ۷۰۰ فتووں کے علاوہ ۱۴۰۰ سائل بھی موجود ہیں جو یقیناً مطالعہ کرنے والوں کے لیے فقہ کا انسائیکلو پیڈیا ہیں۔

امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز سے استفادہ کرنے والے عوام الناس کے علاوہ ان کے دور کے بڑے بڑے علماء و مشائخ اور مفتیان بھی شامل ہیں ان مفتیان کا صرف بریلی سے ہی تعلق نہیں تھا، بلکہ برصغیر کے ہر چھوٹے بڑے شہر کے علاوہ افریقہ، برما، عرب، امریکہ، فلپائن اور چین سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ امام احمد رضا کے پاس ہفتے میں ایک دو استفتاء نہیں بلکہ ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو سے بھی زیادہ استفتاء آجاتے تھے جن کا جواب جلد از جلد ارسال فرما دیتے۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے پاس موجودہ پاکستان کے چاروں ہی صوبوں سے استفتاء آتے تھے جن میں سب سے زیادہ صوبے پنجاب سے استفتاء آئے پنجاب کے جن شہروں سے استفتاء بریلی شریف پہنچے ان میں چند مستفتیان اور شہروں کے نام ملاحظہ کیجئے۔

- ۱۔ مولانا سید دیدار علی شاہ لوری لاہور
- ۲۔ مولوی عبداللہ ٹوٹکی اسلامیہ کالج لاہور
- ۳۔ مفتی محمد عبدالعزیز مزنگ لاہور
- ۴۔ مولانا محمد امام الدین کوٹلی لوہاراں
- ۵۔ مولانا ابویوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں
- ۶۔ مولوی قاری عبدالرحمان گولڑہ شریف پنڈی
- ۷۔ مولوی تاج الدین گوجر خان پنڈی
- ۸۔ مولوی احمد بخش ڈیرہ غازی خان
- ۹۔ مولوی فضل حق چشتی بھیرہ شاہ پور
- ۱۰۔ مولوی محمد یار چاچڑاں شریف
- ۱۱۔ مفتی سراج احمد خانپور
- ۱۲۔ مولوی نور احمد فریدی بہاولپور

۱۳۔ مولانا سید سردار احمد شاہ قادری گڑھی اختیار خان وغیرہ وغیرہ پنجاب ہی کے شہر لاہور سے تعلق رکھنے والے ایک معروف عالم دین مفتی سید محمد اکرام الدین بخاری بھی شامل ہیں جو عرصہ دراز تک شہنشاہ شاہجہاں کے دور میں تعمیر کردہ مسجد وزیر خان اسنگ بنیاد ۱۰۴۴ھ میں امام و خطیب کے فرائض انجام دیتے رہے۔ مولانا محمد اکرام الدین پنجاب کے مقبول زمانہ واعظ تھے اور "واعظ الاسلام" کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کو حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن

گنج مراد آبادی (م ۳۱۳ھ) سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔

مولانا اکرام الدین صاحب بخاری کے امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی سے گہرے مراسم تھے اور آپ کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے والہانہ محبت بھی تھی۔ آپ نہ صرف خود بلکہ دیگر افراد کو بھی کسی مسئلہ کے حل کے لیے بریلی شریف رجوع کرنے کے لیے تاکید فرماتے، چنانچہ آپ نے لاہور ہی کے ایک عالم دین مولوی عبد الحمید قادری رضوی صاحب سیکرٹری "بزم حنفیہ" کو وراثت سے متعلق ایک پیچیدہ مسئلے کے سلسلے میں تاکید فرمائی کہ آپ اس مسئلے کو بریلی شریف بھیجیں۔ آپ نے مزید یہ تاکید فرمائی کہ وراثت کے مسائل میں صحیح جواب کا اظہار صرف اعلیٰ حضرت کے قلم کو حاصل ہے۔ اب چند کلمات مولانا اکرام الدین کے ملاحظہ کیجیے جن کو مولانا عبد الحمید قادری رضوی نے اپنے استفتاء میں قلم بند کیا۔

مسئلہ: از بزم حنفیہ لاہور، مسئلہ محمد عبد الحمید صاحب سیکرٹری بزم مذکور

۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ

"بحضرت فیض و رحمت، عظیم البرکت، فاضل کبیر، کامل تحریر، امام العلماء المحققین، مقام الفضلاء، المدققین، عالم عظیم الشان اعلیٰ حضرت مولانا المکرم، ذوالحجۃ و اکرم، مولانا مولوی حاجی، صوفی، حافظ مفتی محمد احمد رضا خان صاحب اداہم اللہ فیہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج مقدس

"آج یہ فقیر بادشاہ فیض رشاد فرمان واجب الاذعان، سیدی و آقائی مولانا المحترم ذواللطف و الکرم حضرت مولوی محمد اکرام الدین البخاری خطیب و امام مسجد وزیر خان، خدمت میں اعلیٰ حضرت دام فیضہم کے چند سطور بتا کر مولانا محمود دوح تحریر کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اس مسئلہ متنازعہ کو بہ تشریح تامہ و تفصیل کا ملہ صاف و شمسہ

مبسوط تحریر فرما کر متنازعین کے شکوک کو بدلائل واضحہ رفع فرمادیں گے اور مولانا محمود دوح نے یہ بھی فرمایا کہ "اس مسئلے کی مختلف صورتوں کی مرجع و مفتی بہ اشکال کے اظہار کا حق صرف اعلیٰ حضرت کے قلم فیض و رقم کو حاصل ہے اور اس پر بہ اثبات حکم محکم فریقین متنازعین کے قلوب میں نورانی جوہر محبت بھرے گوہر ڈال دینے نا اتفاقی و کشیدگی کے توہمات کو نکال دینے کا اعلیٰ حضرت ہی کو شرف حاصل ہے۔"

پس اس اہم مسئلہ کو مفصل و شرح تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰۸، مکتبہ رضویہ)

مولانا محمد اکرام الدین صاحب بخاری علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا فاضل بریلی کو ۱۳۳۰ھ میں لاہور سے ایک استفتاء ارسال کیا تھا جس میں آپ نے ایک مفتی کی طرف سے دئے گئے فتویٰ سے متعلق استفسار کیا تھا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص جس نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہو اب ان دونوں کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو جائے۔ ساتھ ہی آپ نے اس مفتی کا فتویٰ بھی آپ کو روانہ کیا۔ امام احمد رضا خان محدث بریلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ المسبلی جہ "الجلی الحسن فی حرمۃ وکلالۃ اخي اللہ" (۱۳۳۰ھ) تحریر فرمایا۔ یہ فتویٰ اور رسالہ جب لاہور پہنچا تو انجن نعمانیہ لاہور (قائم شدہ ۱۳۰۵ھ) کے ۲۴ دیں سالانہ روئداد ۱۹۱۲ء کی اشاعت کے ساتھ شائع ہوا۔ مولانا محمد اکرام الدین بخاری نے جو استفتاء بریلی شریف بھیجا تھا، اس استفتاء میں آپ نے امام احمد رضا خان بریلوی کو جن کلمات سے خراج عقیدت پیش کیا اس سے ایک طرف ان کی اپنی محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے وہیں دوسری طرف امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی جلالت علمی

اور اہل ہند و سندھ و پنجاب میں ان کے مروج عوام و خواص ہونے کا ثبوت بھی۔
ملاحظہ کیجئے:

مسئلہ: از لاہور مدرسہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب

مسجد وزیر خاں مرحوم ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

”جناب مستطاب محدث مآب، قدوة الابرار و اسوة الاخيار،
زین الصالحین و زبدۃ العارفين، علامۃ العصر و فزید الدہر، عالم
اہل السنۃ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاد زمان و مقتدائے جہان لا ینال
نتیجۃ خاطرہ، درۃ تاج الیقضان و ثمرۃ شجرۃ ضمیمہ باکورۃ، بتان العرفان“
(رونداد ۲۴، ۲۵ سالانہ جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور ۱۹۱۲ء ص ۸۷)۔

امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی نے مولوی اکرام الدین کے

استفتاء کے جواب میں مکمل سال ارسال فرمایا پہلے عربی زبان میں مختصر خطبہ ہے، پھر تیس
تکصوص شرعیہ سے اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے
جواب میں ایک تالیفی بات کا انکشاف فرمایا کہ اس قسم کے غلط فتوے علمائے
دیوبند برابری دیتے آئے ہیں، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”اننا لله وانا اليه راجعون (۳ دفعہ حرام قلعی حلال

کر دیا گیا.... خلاصہ یہ کہ ماں بیٹے کا نکاح حلال کر دیا گیا۔

اول یہ قیامت مراد آباد میں ایک دیوبالی خیال مولوی عالم صاحب نے
اٹھائی اور غیر مقلدوں کے پیشوا اندیر حسین معذریات نے اس پر
مہر لگائی۔ یہاں سے اس کا رد ہو گیا وہ پرانا سیانا رجوع کر گیا اس
کی تفصیل اسی زمانے میں رسالہ ”سیف المعطی علی ادیان الاخر“
(۱۳۹۸ھ) میں لکھ دی گئی تھی۔

دوبارہ اسی زمانے میں محرم کو حلال کرنے کی سخت اشتراقت لکھتے

سے اٹھی۔ کوئی صاحب مولوی لطف الرحمن بردوانی ہیں۔ انہوں نے
جہاں بھر کے تمام علماء کو مخاطب کر کے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور
یہاں بھیجا۔ بغضیہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہاں سے عربی رسالہ نعمانیہ
”نقد البیان لمحرمۃ اہلۃ احی اللہ بنان“ (۱۳۱۴ھ) بھیج دیا گیا۔
اب سر باریہ بلائے عظیم لاہور سے اٹھنے کو رہ گئی تھی۔ گویا ہر سولہویں
سال اس وبال میں ادب ال آتا ہے۔ پہلے ۱۲۹۸ھ میں پھر ۱۳۱۴ھ
میں اور اب ۱۳۳۰ھ میں۔ وہابیہ کو ایسے فتوے زیب دیتے تھے کہ
ان کے قلوب اندھے کر دیئے جاتے ہیں مگر اس بار مدد سخت ہے
کہ ہمارے بعض سنی علماء نے اس میں شرکت کی۔ انشاء اللہ و انشا
الیہ راجعون۔ (رونداد ص ۸۹-۹۰)

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا یہ رسالہ جب ۳ ہفتے کے اندر نامزد لاہور
پہنچا تو علمائے کرام اس کو مطالعہ کرنے کے بعد حالت وجد میں آگئے اور بار بار اعلیٰ
حضرت کو ان الفاظ میں دعا دیتے رہے۔

”اللہم بارک فی عمرہم و اقبالہم و مجدہم

و ایمانہم و علو شانہم فی الدارین“

چنانچہ اس کا اظہار انجمن نعمانیہ لاہور کے ہائی رکن و صدر ثانی اور لاہور
شہر کے معروف معارفی مولانا شاہ محرم علی چشتی ایڈووکیٹ (م) نے اپنے
ایک استفتاء میں کیا جو آپ نے اس رسالہ ”الحجۃ الحسنیٰ حرمۃ
ولد اخی اللہ بن“ کے ملنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کو بھیجا
تھا۔ آپ کے استفتاء کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

مسئلہ: از لاہور انجمن نعمانیہ مدرسہ شاہ محرم علی چشتی صاحب مدرسہ ثانی

انجمن ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۰ھ

”جناب مخدوم و معظم من حضرت مولانا صاحب ادام اللہ فیہمکم بعد ہدیہ سلام سنت الاسلام گزارش والا نامہ رجسٹری شدہ پہنچا مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب وہ افتخار نامہ لے کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ باوجود یہ کہ حضرت مولانا مولوی محمد اکرام الدین صاحب بخاری کی طبیعت پندرہ بیس روز سے سخت ناساز ہے اسی وقت ان کو تکلیف دی گئی اور وہ بھی تشریف لائے عریضہ ہذا لکھنے کے وقت پر دو صاحبان غریب خانہ پر موجود ہیں جناب نے جس روشن منیری اور امداد باطنی سے قلم برداشتہ اس قدر عجلت میں (دو ہفتے کے دوران) ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ (یعنی فتویٰ مسیحی بہ (المجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللین) بنفوس صحیحہ رقم فرمایا ہے، کہ اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس (خلیفہ تاج الدین و مولانا محمد اکرام الدین) حاضر وقت تا حال حالت وجد میں ہیں اور بار بار اللہم بارک فی عمرهم و اقبالهم و مجدہم و ایمانہم و علوشانہم فی الدارین“ کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تا حال بغور مطالعہ کا موقع نہ ملا کیونکہ دونوں حضرات اس کو حزر جاں بنائے ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے پر اصرار کر رہے ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۱۲۸ رضا اکیڈمی بمبئی انڈیا)

امام احمد رضا کے اس رسالہ ”المجلی الحسن فی حرمة ولد اخي اللین“ کے ساتھ کئی علماء و فضلاء کی تقریظات بھی شائع ہوئیں ان فضلاء کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری پوری بریلوی (خلفا صفر

امام احمد رضا خان،
نواب مرزا مولانا عبدالغنی قادری سنی حنفی بریلوی
محمد عبدالرب عرف محمد رضا خان قادری
مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی (والد ماجد مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ الانصاری)
مولانا وصی احمد حنفی محدث سورتی پیلی بھیت
مولانا مفتی محمد عمر مراد آبادی (والد ماجد مفتی الطہر نعیمی) مراد آباد
مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی
مولانا حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ لاہور
مولانا محمد اکرام الدین بخاری علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا خان بریلوی کے رسالے
”الدلائل القاطنۃ علی الکفرۃ النیاشۃ پر بھی اپنی مہر تصدیق
ثبت کی تھی، اس کے الفاظ ملاحظہ کیجئے
”الجواب مسیح“ محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب دہلی
مسجد وزیر خان مرحوم لاہور (رسائل رضویہ جلد اول ص ۲۸۳)
حضرت مولانا حکیم مفتی سلیم اللہ خان بھی انجمن نعمانیہ لاہور کے بانی رکن ہیں
اور انجمن میں کئی عہدوں پر فائز رہے اور آخر میں اس تاریخی ادارے کے ناظم مقرر
ہوئے۔ مفتی سلیم اللہ خان نے بھی کئی استفتاء اعلیٰ حضرت کو بھیجے اور ان سے
اپنے ادارے یعنی انجمن نعمانیہ لاہور کے سلسلے میں بھی استفسار کیا۔ آپ کے یہ
تمام استفتاء فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں مثلاً

فتاویٰ رضویہ جلد دوم	ص ۱۳۲
ایضاً جلد سوم	ص ۶۲۴
ایضاً جلد ہفتم	ص ۴۸۰-۴۸۵
ایضاً جلد ہشتم	ص ۱۶۹

انجمن نعمانیہ لاہور کے دارالعلوم میں جن حضرات نے شیخ الحدیث کی مد
نیشی کا شرف حاصل کیا ان میں اعلیٰ حضرت کے خلفاء اور تلامذہ بھی شامل ہیں
اس فہرست میں مولانا علامہ سید دیدار علی شاہ الوری (م ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۵ء)
مفتی غلام جان قادری ہزاروی (م ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) اور مولانا مفتی لہجاء
ولی خان قادری بریلوی (م ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۹ء) کے نام بہت اہم ہیں۔
امام احمد رضا کے انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین سے گہرے روابط قائم تھے
اور آپ اپنی اکثر و بیشتر مطبوعہ کتب ادارہ ہذا کی لاٹریری کے لیے ارسال فرماتے
چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"نیزامند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اور پر سواب تک مطبوعہ
ہوئی ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلا معاوضہ تقسیم بھی ہوئیں، جس
کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہو گیا۔ بعض تین تین اور چار چار
بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ میں اس
وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کئے ہیں اور
انجمن سے رسید بھی آگئی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۱۳۲)

لاہور شہر کے ایک معروف عالم دین اور مناظر حضرت مولانا غلام دستگیر
قصوری الهاشمی (م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) نے امام احمد رضا خان بریلوی سے
بالمشاہد ملاقات کے وقت بریلی شریف میں آپ کے ایک رسالہ "سبحان
السبوح عن عیب کذب المقبول" ۱۳۰۷ھ کا مختصر مطالعہ کرنے
کے بعد جو تبصرہ کیا اور اعلیٰ حضرت کی تحریر و تحقیق کی پذیرائی کی وہ آپ بھی ملاحظہ
فرمائیں۔

"فقیر غلام دستگیر قصوری جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں

وارد ہوا اور اس مبارک رسالے کے دیکھنے کا اتفاق ہوا.....
اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالا استصیاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ
دیکھ سکا مگر ابتداء اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مسئلہ
"امکان کذب جباری تعالیٰ" کا رد پایا اور اسے آنکھوں سے
لگایا۔ الحمد للہ عرب حمد اکثیراً کہ اس کے مؤلف علامہ فہامہ
نے جو ایک علم اور فضل کے فائز ان سے عہدۃ الخلف وبقیۃ
السلف میں اس بارے میں بھی اپنے عزیز واقارب کو جو ہمیشہ
کا اخیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف پایا۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۷۲)

امام احمد رضا کا یہ رسالہ "الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی
اللسین" ۱۹۱۲ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کی چوبیسویں روئداد کے ساتھ شائع
ہوا۔ اس کے بعد یہ رسالہ بریلی سے شائع ہونے والے ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" کے
شمارہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ کافی زمانے سے یہ ناپید ہو چکا تھا۔ جن اتفاق
سے اس سال ۱۹۹۶ء کو کراچی میں دعوت اسلامی کے ۳ روزہ اجتماع میں لاہور
سے آئے ہوئے جناب یسین قادری صاحب نے انجمن نعمانیہ لاہور کے
چوبیسویں سالانہ جلسہ کی روئداد کی فوٹو کاپی ادارہ ہذا کے آفس سیکریٹری اور
شہر کراچی کے معروف دینی رائٹر جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب
زید مجذہ کو دی۔ اب یہ رسالہ ادارہ ہذا کی جانب سے اس سال امام احمد رضا
کالفرنس کے موقع پر شائع ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ اور راقم جناب
یسین قادری کے مشکور ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔
ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ایم ایس سی ایم اے پی ایچ ڈی
الاستاذ شعبہ احادیث و فضائل جامعہ کراچی

مسئلہ ازلا ہوز مسئلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام خطیب
مسجد وزیر خان مرحوم ۲۳ جمادی الاول ۱۳۳۰ ہجری المقدس

جناب مستطاب محدث مآب قدوة الابرار واسوة الاخيار زين الصالحين
وزبدة العارفين علامۃ العصر وفريد الدہر عالم اہل السنۃ مجدد مآتہ حاضر و متاد
زمان و مقتدائے جہان لا زال نتیجۂ خاطرہ درۃ تاج الفیضان و ثمرۂ شجرۂ ضمیرۃ
با کورۃ بستان العرفان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد اتحات اساس تسلیمات حور اصورت کہ رخصتہ صفا امارتش از تکلف
ملل عبارت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجا و خلصا
بخدمت والا مشربث انیست۔ کہ فتویٰ بہ ہمراہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق
رائے مبارک عالی سطرے نوشتہ بنام نیازمند ارسال نمایند۔ الی سلامت باشد
ثم السلام کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن
کا دودھ پیا ہے۔ اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھائی بہن
اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں
درست ہے یا نہیں بیٹو اتوجروا۔

الجواب: شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد
کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رضیع کے لیے ثابت ہوتی ہے۔
پس دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی بمعہ جمیع وفروع و اصول کے حرام
ہے۔ فرد رضیع پر فرد مرضعہ ہرگز حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ شرح دقایہ
میں محرمات بالرضاع کو اس شعر میں درج کیا ہے۔ شعر

از جانب شیر درہ ہمہ غولش شوند
واذ جانب شیر خوارہ ز دجان وفروع

تحریم المرضعۃ وزوجہا علی الرضیع ویحرم قومہا علی الرضیع
کما فی النسب و تحرم فروع الرضیع علی المرضعۃ وزوجہا و یحرم
زوجا الرضیع علی المرضعۃ وزوجہا کذا فی شرح الوقایہ ص ۳۱
اس عبارت سے واضح ہوا کہ حرمت رضاعت رضیع کے لیے ثابت ہے
رضیع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے۔ بنا بریں شخص مذکور کی اولاد اپنی پیشرو
کی اولاد پر حلال ہے۔ آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔

الجواب

الحمد لله الذي خلق الانسان فجعله نسبا وصهرا وجعل
الرضاع كالنسب فوهب به محرميته اخرى والصلوة والسلام
على من هدانا للصواب ووعد عليه جنيل الثواب فاعظم
البشرى ووجب الثبت في الافتاء وحرم الاختراء فواعد
عليه وعيد انكار صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى اله وصحبه
والمنتمين اليه دنيا واخرى آمين۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

حرام قطعی حلال کر دیا گیا۔ محرم سے زنا حلال کر دیا گیا۔ چچا بھتیجی کا نکاح
حلال کر دیا گیا۔ چچی بھتیجے کا نکاح حلال کر دیا گیا۔ ماموں بھانجی کا عقد حلال
کر دیا گیا۔ خالہ بھانجے کا زنا حلال کر دیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ گویا ماں بیٹے کا نکاح
حلال کر دیا گیا۔ باپ بیٹی کا زنا حلال کر دیا گیا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

اول یہ قیامت مراد آباد میں ایک وہابی خیال مولوی عالم صاحب نے اٹھائی
اور غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین مع ذریات نے اس پر مڑ لگائی۔ یہاں سے اس

کار ہو کر گیا۔ وہ پرانا سیانا رجوع کر گیا اور دوسرا فتویٰ اس کی حرمت میں لکھا اور پہلے کا یہ عذر بدتر از گناہ پیش کیا۔ کہ قبل ان میں بر فتوائے مولوی عالم علی صاحب و رعلت آن نوشته بودند بر اعتماد ایشان بہ نظر سرسری بہر من کردہ شد۔ حلال و حرام خصوصاً معاملہ فروج میں نظر سرسری کا عذر اپنی کیسی صریح بددیانتی اور آتش جہنم پر سخت جرات و بے باکی کا کھلا اقرار ہے۔ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اجرؤکم علی الفتیا اجبؤکم علی النافخہ خیر یہ تو غیر مقلدی کے لازم ہیں ہے۔ مگر براعتما دایشان ان کے اجتہاد کی جانپر پوری قیامت توڑ دی۔ اے سجن اللہ مجتہدی کا دعویٰ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مقلد پر حرام و حلال میں یہ تکلیف بھروسہ۔ اور اُن کردہ شد۔ کے لطف کو تو دیکھئے کیا شرمایا ہوا صیغہ مجہول ہے۔ گویا انہوں نے خود اس پر سرزنی کوئی اور کر گیا۔ اللہ یوں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اور آئمہ کے مقابلہ کا مزہ چکھاتا ہے۔ نسال اللہ العفو والعافیۃ۔ اس کی تفصیل اسی زمانہ میں رسالہ "سیف المصطفیٰ علی ادیان الافترا" میں لکھی گئی۔

دوبارہ اسی زمانے میں محارم کو حلال کرنے کی سخت اشد آفت کلکتہ سے اٹھی۔ کوئی صاحب مولوی لطف الرحمن برداتی ہیں۔ انہوں نے جہان بھر کے تمام علماء کو مخاطب کر کے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور یہاں بھیجا بفضلہ تعالیٰ اس کے جواب میں یہاں سے رسالہ عربی "نقد البیان لحرمۃ ائمتہ ائحی اللہان" اعلیٰ مباحث و دلائل فقہ و نفوس پر مشتمل تصنیف ہو کر بھیج دیا گیا۔ جس نے بحمد اللہ تعالیٰ سارا وبال بیٹھا کر جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کا نقشہ کھینچ دیا۔ اب سہ بارہ یہ بلائے عظیم لاہور سے چھپنے کو رہ گئی تھی۔ گویا ہر سو لوہیں سال اس وبال میں بال آتا ہے۔ پہلے ۱۲۹۸ھ میں اٹھا، پھر ۱۳۱۲ھ میں، اب ۱۳۳۰ھ میں دوبارہ کو

ایسے فتوے زیب دیتے تھے کہ ان کے قلوب اوندھے کر دیئے جاتے ہیں مگر اس بار صدہ سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سنی علماء نے اس میں شرکت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابھی چند ہی مہینے تو ہوئے کہ فقیر نے اس واقعہ ہائلہ نذیر حسین دہلوی کو اپنا رسالہ تازہ کا سر السفیہ الواہم فی ابدال قترطاس الدراہم میں ذکر کیا اور وہ چھپ کر شائع ہو گیا۔ احباب نے تو اس ضروری تصنیف کو براہ بے پرواہی ملاحظہ نہ فرمایا۔ یا اس قدر جلد مجہول گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر انہی کا کہ "نقد البیان" میں یہ تقریب ازہام و اہام برداتی اس مسئلہ کی تحقیق بازغ کر چکا ہے۔ یہاں صرف چند نفوس ہندی کی چندی کر کے عرف کرے کہ کسی طرح اس دھوکے کا سد باب ہو۔ آخر یہ فتنہ کتنی بار اٹھے گا۔

نص اول: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "یحرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب" جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے

رواہ الامۃ احمد و البخاری و مسلم و ابن داؤد و ابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ و احمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں ضرور ہیں۔ تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں۔ اور شک نہیں کہ اپنی نسبی ماں کی رضاعی اولاد اپنی بہن بھائی ہے۔ تو اس اولاد کی نسبی اولاد اپنے سے یہی رشتہ رکھتی ہے۔ اسے یوں سمجھئے مثلاً:

زید کی ماں ہندہ کا دودھ پونے پیا۔ تو عمر و اور زید رضاعی بھائی ہوئے اگر کہ نہ ہوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی لیلیٰ بھی عمر و رضیعہ کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ

بیٹا زید عمرو کا بھائی نہ ہوا۔ تو ہندہ کی بیٹی لیلیٰ کس رشتہ سے عمرو کی بہن ہو جائے گی۔ حالانکہ وہ یہ نص قطعی قرآن عمرو کی بہن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ
”وَأَمْسِكُمْ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتِكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ“

(سورۃ النساء آیت ۲۳)

وعلیٰ ہذا القیاس باقی صورتیں اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہو گئے۔ تو رضیع کی اولاد اولاد مرضعہ کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً قطعاً اجماعاً حرام ہے۔ تو بھوپلی بھتیجی یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔

فصل ۲: صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے۔ انہوں نے حضور پر نورؐ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ حضورؐ کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت نوجوان ہیں۔ حضور چاہیں تو ان سے نکاح فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

”أَهْلًا لَا تَحِلُّ لِي أَفْنَاهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَيُحْرَمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحْرَمُ مِنَ الرَّحِمِ“
 میرے لئے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے اور جو کچھ نسبی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔ دوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں فرمایا،
”أَمَّا عَلِمْتُ أَنْ حَمْرَةَ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ“
 ”تمہیں معلوم نہیں کہ حمزہ ہمارے دودھ شریک بھائی ہیں اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے، وہ دودھ سے بھی حرام فرمائے ہیں۔ صاف ارشاد ہے

کی

کہ رضاعی بھائی بیٹی حرام ہے۔ جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیا۔ وہ اپنی بہن کے بیٹے کا رضاعی بھائی ہو گیا۔ تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے۔

فصل ۳: نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرمایا

”لَوْ لَمْ تَكُنْ رِبِيبَتِي مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعْتَنِي وَأَبَاهَا ثَوْبِيَّةُ“
 یعنی اول تو میری ربیبہ ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اور اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی جب بھی مسکے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابو سلمہ میرے رضاعی بھائی تھے۔ مجھے اور ان کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بھی اسی طرح نص مرتب ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

فصل ۴-۵: ہر قاعہ شرح مشکوٰۃ میں شرح السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے شرح حدیث اول میں ہے

”هِيَ الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ حُرْمَةَ الرِّضَاعِ كَحُرْمَةِ النَّسَبِ هِيَ الْمَنَاحُ فَإِذَا أَرْضَعْتَ الْمَرْأَةَ رَضِيعًا يَحْرَمُ عَلَى الرِّضِيعِ وَأَوْلَا دُمْنًا أَقَارِبَ الْمَرْضُوعَةِ كُلِّ مَنْ يَحْرَمُ عَلَى وَلَدِهِ مِنَ النَّسَبِ“
 یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے۔ تو جب کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو اس رضیع اور رضیع کی اولاد پر مرضعہ کے وہ سب رشتہ دار حرام ہو جائیں گے جو مرضعہ کی نسبتی اولاد پر حرام ہیں۔ یہ عام نص مرتب ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔

فصل ۶: تفسیر نیشاپوری میں دودھ کے بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان

اپنی بی بی اور محرم ہے۔

فصل ۹-۱۰: اسم اخیل ابو کریم لودی شرح معجم اسماء وراما برالدین

یعنی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں شواہد مضمرہ کی نسبت فرماتے ہیں

واللفظ للنووي وهذا هيب العلماء كخفة

ثبوت حرمة الرضاع بينه وبين الرضيع وغيره

ولدا انه ويكون اولاد الرضيع اولاد الرجل :-

ہمارا اور تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ ر ضیع اور شوشہ مر ضعہ میں حرمت رضا

ثابت ہو جاتی ہے۔ رِیضِ اس کا بچہ ہو جاتا ہے اور رِیض کی اولاد اس شخص کی اولاد

ہو جاتی ہے۔ یعنی اولاً در ضیع جس طرح مرضہ کی پڑتا پڑتی نواسا نواسی باجماع قطع

یہ لڑائی باجماع مذہب اربعہ و جملہ آئمہ فقہاء و شیعہ ہر مرفعہ کے بھی پرتے لوٹے

ہیں اور ماہِ جامع اُمتِ مرہومہ اپنے مالِ مایہ کے یوتا پوتی نو اسلافِ نو اسلافِ اپنے لیے حرام

قطعی اور اسے کھینچا کھینچا جھانجی ہاں۔

فصل ۱۱: فتح القدير (۱۲)، بحر الرائق (۱۳)، المحطاوي (۱۴)، مرقاة شرح

مشاورہ وغیرہ میں ہے۔

”انه صلى الله تعالى عليه وسلم احال ما يحرم

من الرضا على ما يحرم من النسب وما يحرم

من النسب ما يتعلق خطاب تحريكه به وقد

تعلق بما قد عبر عنه بلفظ الامهات والنبات

واخواتكم وعبائكم وخالاتكم وبنات الاخ وبنات

الاحت فتا كان من مسي هذه الفاظ متعقبا

في الرضاع حرم فيه

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو دھ کی حرکتوں کو سب کی حرکتوں

۴۲

”گذشت بنات من ارضعت امك“

یعنی اسی طرح جس کو تیری سال نے درودھ پلا یا وہ مرد فحشا تو اس کی بیٹیاں

سیر کی بیجاں ہو گئیں اور عورت مٹی تو اس کی بیجاں تیر کی بیجاں ہو گئیں اور یہ

سب بنت الخ و بنت الخخت میں داخل اور حرام ہیں۔

مستخلص شرح کنز میں ہے

١٠ يحوم زوجه الرضيع على زوج الرضيع وكذا ابناؤه

و بنات سناته علي زوج البرضة وابناؤه

کذا فیہ مہم شہ ح و قتالہ

یعنی اگر وضع کیا جائے کہ اگر وضع کے شعور پر حرام ہے تو یہی وضع کی بڑھان اور اس

مرفوعہ کہ شوہر ادا کرے بیٹوں اور حرام میں اور شرح وقایہ کا اضافہ ہے

فصل ۸: امر المؤمنین بعد از وفات الشاهد انما یغنیهم الله بشاکیه

۱۳۳۳

بسم الله الرحمن الرحيم

جاءه صلى الله عليه وسلم في سنة

صلى الله على نبيه وسلم

عزيت هذا المصطفى

میرے رہائی پہنچا اے رسول اللہ کی امید تھی صبیحہ و شام سے کرتا

دودھ کا پینا۔ مٹی پینا۔ ان سے پردہ کی حاجت نہیں۔ یہ کھانے سے

میں رہا ہی بچا کی یہ سیر کر مای جان ام بنیہا اخصع و اوفہ

رضعت ابہا تہی درودھ لے چا یوں نہ یا لو اسم سو مین کی داری

کے اسیں دودھ پلایا یا ان کی ماں نے اس امومتین کے باپ کو دودھ پلایا۔

پر حوالہ فرمایا کہ جو نسب سے حرام ہے دودھ سے بھی حرام ہے۔ اور نسب سے وہ حرام ہیں جن سے خطاب الہی تحریم کے ساتھ متعلق ہوا اور وہ اُن سے متعلق ہوا ہے جن پر ماں اور بیٹی اور بہن اور چھوٹی اور خالہ یا بھائی کی بیٹی یا بہن کی بیٹی کا لفظ صادق آئے۔ تو دودھ کے رشتوں میں جن جن پر یہ لفظ صادق آئیں وہ بھی حرام ہیں۔ ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا۔ اس پر بھائی یا بہن کا لفظ صادق ہے اور اس لئے وہ اپنے اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے بیٹی کا لفظ صادق ہے لاجرم وہ بھی قطعاً حرام ہیں۔

فصل ۱۵: فتاویٰ بزاز میں ہے

”الاصل الکلی فی الرضاع ان کل امرأة انتسبت الیک وانتسبت الیها بالرضاع او انتسبتا الی شخص واحد بلا واسطه او احد کما بلا واسطه والاخر بلا واسطه فهي حرام“

یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں۔ اول وہ جو دودھ کے سبب تیری طرف منسوب ہو۔ یعنی تیری بیٹی، پوتی، نواسی کہلائے۔ یہ رضاعی بیٹی ہوئی۔ دوسرے وہ کہ دودھ کے سبب تو اس کی طرف منسوب ہو، یعنی اس کا بیٹا، پوتا، نواسا ٹھہرے یہ رضاعی ماں ہوئی۔ تیسرے وہ کہ تو اور وہ دونوں ایک شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں۔ یہ رضاعی بہن ہوئے چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی ٹھہرے۔ اور دوسرا اس شخص کا پوتا یا پوتی نواسا تو اسی یہ رضاعی خالہ پھوپھی بھتیجی بھانجی ہوئی۔ اور اگر تو پوتا نواسا ہے اور وہ بیٹی، تو وہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوئے۔ شک نہیں کہ صورت مسئلہ میں دودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلا واسطہ اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دودھ پینے والے بھائی کی اولاد اس مرضعہ بہن کی پوتا یا پوتی۔ تو یہ تحریم کی خاص چوتھی صورت ہے۔

فصل ۱۶: برجندی شرح نقایہ میں ہے

”بنت الاخت تشمل البنت النسبية للاخ الرضاعي“
رضاعی بھائی کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل ہے۔

فصل ۱۷-۱۸: شرح وقایہ و درر شرح عزیزی ہے

”بنت الاخت تشمل البنت النسبية للاخت الرضاعية“
رضاعی بہن کی بیٹی بھی بھانجی میں داخل ہے

فصل ۱۹: متون معتمدہ مذہب کنز الدقائق (۲۰) وقایہ (۲۱)

نقایہ (۲۲) اصلاح (۲۳) غرر (۲۴) ملتقی (۲۵) تنویر میں ہے

”واللفظ للغرر حرم تزوج اصله وفرعه

واخته و بنتها و بنت اخیه والکل رضاعاً“

یعنی آدمی پر اس کے اصول و فروع اور بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے۔ اور یہ سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

فصل ۲۶: یونہی متن وافی میں

”لا یحل للرجل ان یتزوج بامه و بنته

واخته و بنات اخته و بنات اخیه“

فرما کر شرح کافی میں فرمایا

”اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من

اول الفصل الی هنا تحرم من الرضاع ایضاً“

یعنی ماں اور بیٹی اور بھانجی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع سے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

فصل ۲۷: تبیین الحقائق میں ہے

”یحرم علیہ جمیع من تقدم ذکرہ من الرضاع“

وہی امہ واختہ وبنات اخوتہ الخ“
یعنی یہ جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں
رضاعی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضاعی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

فصل ۲۸: در مختار میں ہے
”حرم علی المتزوج ذکرًا أو أنثیٰ اصلہ وفضہ
وبنت اخیہ واختہ وبناتہا والکل رضاعًا“
یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ دادا دادی، ناننانا، بیٹا بیٹی،
پوتا پوتی، نواسا نواسی بھتیجا بھتیجی، بہن اور بھائی بہن کے بیٹا بیٹی خواہ یہ رشتہ
نسب سے ہوں یا دودھ سے حرام ہیں۔

فصل ۲۹: جوہرہ نیرہ میں ہے
”کذلک بنات اخیہ وبنات اختہ من الرضاعة لقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرم من الرضاع
ما یحرم من النسب“

یعنی نبی کی طرح رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔
ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلا خلاف صادق صاف واضح کاف تصریحیں فرمائی
کہ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھانجی بھتیجی نبی کی طرح حرام قطعی ہیں۔ اور شک نہیں
کہ اخوت رشتہ شکوکہ ہے کہ دونوں طرف سے ایساں قائم ہوتا ہے۔ جس طرح مرنہ
کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا۔ واجب کہ یونہی رضیع پر مرضعہ کا بھائی ہو یہ محال ہے
کہ زید تو عمر کا بھائی ہو اور عمر زید کا بھائی نہ ہو اور رجب رضیع اولاد مرضعہ کا
یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچہ کو بھی مقصور نہیں۔ اور
جملہ آئمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرماتے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی

حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے۔ یقیناً
نصوص قطعیہ واجماع امت کے خلاف ہے۔ آئمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ
رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیعہ اور پسر مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی
بھائی ہیں۔ تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر قطعی حرام ہے۔ کیا کوئی عاقل یہ بھی
گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی تو دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے
بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو۔ شرح عرف عقل نقل کسی میں بھی اس لغو و
بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے حاشا ہرگز نہیں!

فصل ۳۰: شرح وقایہ میں فرمایا ہے

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند و از جانب شیر خواہ ز وہان فردغ
یہ شعر نقایہ و شرح الکفر للامسکین میں بھی مذکور ہے فاضل پہلی و فاضل قرہ باغی
محشیان شرح وقایہ و علامہ برجندی شارب نقایہ نے تو اس پر ایک حرف بھی نہ لکھا
اور علامہ قہستانی نے دو سطریں فارسی میں لکھ دیں جن سے ظاہری الفاظ کے سوا
مغز مطلب کی کچھ توضیح نہ ہوئی اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے ”فتح اللہ المعین“
میں آدمی سطر اس کے ترجمہ عربی کی لکھی جو شعر کے صرف ایک مصرع کا بھی آدھا ہی
ترجمہ ہے۔ سب سے متاخر کفینوی صاحب نے بھی ”عمدة الرعاۃ“ میں نمبر سے ترجمہ
پر قناعت کی۔ فقط ایک حرف زائد کیا وہ بھی غلط۔

”حیث قال مفاد المصنع الاول ان من جانب المرضعة
لہ حیث قال یعنی شیردہ بندہ و شوہر ش با فرزند ان و پدران و مادران
و برادران و خواہران ایشان خویش شیر خواہ شوند و شیر خواہ ذر نش با شوہر ش
با فرزند ان خویش شیردہ بندہ و شوہر ش شوند۔ ۱۲

لہ حیث قال معنی البیت ان زوجات الرضیع و فرودہ
یحرم من صلی ابیہ ۱۳

و کذا زوجها یكون الکذا قرابة من الرضيع ای الذین لهم قرابة محرومة من النسب فیدخل فیہ المرضعة وزوجها واقرباؤهما ومفاد المصروع الثانی ان من جانب الرضيع انما یثبت القرابة للرضعۃ وزوجها من فروعه واحد زوجیه اتنی ظاہر ہے کہ یہ محض ترجمہ ہے۔ صرف اتنا زائد ہے کہ ہم سے مراد محارم نسبی ہیں۔ یہ غلط ہے بلکہ ماں باپ کے جتنے علاقہ والے اولاد پر حرام ہوتے ہیں نسبی ہوں خواہ رضاعی خواہ صہری وہ خود ماں باپ کے محارم ہوں یا نہ ہوں یہاں جہاں معنی محرم فی النسب موجود ہو سب مراد ہیں مثلاً رضاعی ماں باپ کے رضاعی ماں باپ بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی رضیعہ و رضیعہ پر حرام ہیں۔ حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم رضاعی ہیں نہ نسبی۔ یوہیں رضاعی ماں باپ کے سوتیلے ماں باپ رضیعہ و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ رضیعہ کے رضاعی نانا دادا کی بیبیاں ہیں اور رضیعہ کے رضاعی تانی دادی کے شوہر حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم صہری ہیں نہ نسبی یوہیں رضاعی باپ کے دوسری بی بی رضاعی ماں کا دوسرا شوہر رضیعہ و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ ان کے سوتیلے ماں باپ ہیں۔ حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم ہی نہیں بلکہ حلیل و حلیلہ ہیں۔ تو قرابت محرمہ اور نسبیہ دونوں۔ قیدیں غلط ہیں۔ بلکہ سرے سے لفظ قرابت ہی ٹھیک نہیں کہ مصرع اول میں لفظ ہمکہ مرفوع و مرفوعہ کے زمین کو بھی یقیناً شامل اور زوجیت قرابت داخل نہیں۔ تفسیر نشاپوری میں ہے۔

”امك من الرضاع كل انثی ارضعتک او ارضعتک من ارضعتک“

ہندیہ میں ہے ”المحرمات بالصہریۃ اربع فرق الرابع نساء الآباء والاجداد من جہت الأدب والأم وان علوا کذا فی الخاوی القدسی“

پھر لکھا ”المحرمات بالرضاع کل من تحرم بالقرابة والصہریۃ کذا فی محیط السخسی“

تبيين الحقائق میں ہے

لا یجوز لہ ان یتزوج بامہ ولا بمرطوۃ

ابیہ ولا بیئت امرأۃ کل ذلک من الرضاع

غرض فقیر نے نہ دیکھا کہ اس شعر کا ایضاح کسی نے کیا ہو۔ اور اہل زمانہ کو اس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت لغزشیں ہوتی ہیں، لہذا بقدر حاجت اس کی شرح کر دینی مناسب

فاقول وباللہ التوفیق اصل عدلت حرمت جزئیت ہے کہ نسب میں

ظاہر اور رضاع میں کرامت انسان کے لیے شرح کریم نے معتبر فرمائی اور عرف میں بھی معروف و مشہر ہوئی جس کے لحاظ سے ”امستکم التی ارضعتکم“ فرمایا۔ اور زوجیت کا مرجع بھی جانب جزئیت ہے ”کما حققہ فی الہدایہ والکافی والتبیین وغیرہا“ مگر زوجیت میں اس کا تحقق نہایت غموض میں ہے کہ مدارک عامہ اس تک وصول سے قاصر لہذا صاحب ضابط نے شعر میں دو علاقے رکھے۔ ایک زوجیت دوسرا جزئیت عام ازیں کہ یہ نسباً ہو یا رضاعاً۔ پھر دو شخصوں میں علاقہ جزئیت کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ ان میں ایک دوسرے کا جڑ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جڑ ہوں۔

صورت اولیٰ میں دو قسمیں پیدا ہوئیں اصول جن کا تو جڑ ہے یعنی باپ دادا نانا ماں دادی تانی جہاں تک بلند ہوں نسباً خواہ رضاعاً اور فروغ جو تیرے جڑ ہیں۔ یعنی بیٹا پوتا نواسا بیٹی نواسی جہاں تک نیچے جائیں اور صورت ثانیہ تین صورتیں ہیں۔

(۱) دونوں ثالث کے جز قریب ہوں یہ غیبی یا علانی یا اختیانی بھائی یا بہنیں یا بہن بھائی ہوئے عام ازیں کہ دونوں اس کے جز و نسبی ہوں یا دونوں رضاعی یا

ایک نبی ایک رضاعی۔

(۲) ان میں ایک تو ثالث کا جز قریب ہو اور دوسرا بعید۔ یہ انہیں قبیوں کے ساتھ عمومیت اور توالت کا رشتہ ہوا۔ جز قریب اپنے یا اپنے باپ یا ماں یا دادا یا دادی یا نانا نانی کے چچا ماموں خالہ پھوپھی اور جز بعید انہیں نسبتوں پر ان کے مقابل بھتیجا بھانجا بھتیجی بھانجی۔

(۳) دونوں ثالث کے جز بعید ہوں جیسے ایک شخص کا پوتا اور نواسی۔ یہ قیسری صورت عرق سے ساقط ہے۔ خالص نسب میں بھی حلال ہے تو حرمت میں چار صورتیں ہیں۔ اول اصل، دوم فرع۔ یہ دونوں کتنے ہی نزدیک یا دور ہوں تو خروج میں خروج الفروع لای الی نہایہ سب داخل ہیں۔ یوں اصل میں اصول الاصول اور اصول الاصول الی غایت المنتہی۔ سوم اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو جیسے ماں یا باپ کی پوتی نواسی اور ان کی اولاد و اولاد و اولاد۔ چہارم اصل بعید کی فرع قریب جیسے پھوپھی کہ دادا کی بیٹی ہے یا خالہ کے نانا کی یا دادا کی پھوپھی کہ پردادا کے باپ کی بیٹی ہے یا اس کی خالہ کہ دادا کے نانا کی بیٹی ہے۔ وھتس علیہ۔

چاریہ اور پانچواں علاقہ زوجیت انہیں شیرودہ اور شیرخوارہ ہر ایک کی طرف نسبت کرنے سے دلت ہوئے۔ پھر اصل تعلق رضیع اور مرضعہ میں پیدا ہوتا ہے۔ رضیع اس کا جز ہوتا ہے اور مرضعہ اس کی اصل۔ اور جب وہ ماں ہوئی تو جس مرد کا دودھ تھا وہ ضرور باپ ہو گیا۔ اور ان کے فروع قریبہ ان کے اصل قریب کے فرع قریب اور فروع بعیدہ اس کے اصل قریب کے فرع بعید اور ان کے اصول اس کے اصول کہ اصل کی اصل اصل ہے۔ لاجرم جانب شیرودہ سے سب علاقے متعلق موجب تحریم ہوئے مگر فرع کی اصل نہ اپنی اصل ہونا لازم نہ فرع تو شیرخوارہ کے اصول کو شیرودہ سے کچھ تعلق نہ ہوا اور جب خود اصول غیر متعلق ہے تو اصول کے

قریب یا بعیدہ اس حیثیت سے کہ ان اصول کے فروع ہیں کیا علاقہ رکھیں گے کہ ان کا علاقہ تو بواسطہ اصول ہوتا وہ خود بے تعلق ہیں۔ ہاں فرع کی فرع ضرور فرع ہوتی ہے تو جانب شیرخوارہ سے صرف دو علاقے ثابت و باعث حرمت ہوئے زوجیت و فرعیت۔ اب ان کی تفصیل اور ہر ایک میں معنی خویش شونہ سمجھئے۔

از جانب شیرودہ

اول: زوجین یعنی مرضعہ کا شوہر کہ یہ دودھ پور رضیعہ نے پیا اس کا نہ تھا دوسرے شوہر کا تھا یا مرضعہ کی زوجہ کہ رضیعہ نے اس کا دودھ نہ پیا بلکہ دوسری زوجہ کا یا مرضعہ و مرضعہ کے اصول میں نزدیک و دور کسی کے زوج و زوجہ کہ سلسلہ شیران سے نہ ہو۔ یہ سب رضیعہ و رضیعہ پر حرام ہیں اور یہاں خویش شونہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ رضیعین کے سوتیلے ماں باپ یا سوتیلے دادا دادی نانا نانی ہو گئے۔

دوم: اصل کہ خود مرضعہ و مرضعہ ہیں۔ یعنی وہ عورت جس نے دودھ پلایا اور وہ مرد جس کا یہ دودھ تھا اور ان کے اصول نبی و رضاعی پداری و مادی منتہی تک اور یہاں خویش کے یہ معنی ہیں کہ مرضعہ و مرضعہ رضیعین کے ماں باپ ہو گئے اور ان کے اصول ان کے سگے دادا دادی نانا نانی۔

سوم: فرع کہ خود رضیعین ہیں اور رضیعین کے جملہ فروع نبی و رضاعی پسری و دخترئی انتہا تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب مرضعہ و مرضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہو گئے۔

چہارم: اصل قریب کی فرع یعنی رضیعین کے نبی رضاعی فروع و فروع الفروع آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضیعین کے بن بھائی بھتیجی بھانجا بھانجی ہو گئے۔ پھر وہ اگر مرضعہ و فروع کی فرع و فرع الفروع ہیں تو عینی اور صرف مرضعہ کے فروع ہیں تو علاقائی اور صرف مرضعہ کے تو علاقائی۔

پنجم: اصل بعید کی فرع قریب یعنی مرضعین کے اصول و اصول الامول نسبی و رضاعی کے فروع قریب نسبی خواہ رضاعی اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب خود مرضعین یا رضعین کے اصول رضاعی کے چچا ماموں بھوپا خالہ ہو گئے۔

از جانب شیرخوارہ

اول: زوجین یعنی رضیع کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیع و رضیعہ کے فروع نسبی و رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کر یہ سب مرضعین پر حرام ہو گئے اور یہاں یہ معنی کہ وہ مرضعین کے دور یا نزدیک کے داماد اور بہو ہو گئے۔

دوم: فرع کے رضعین کی تمام اولاد و اولاد اولاد جہاں تک جائے نسبی ہو یا رضاعی سب مرضعین کی اولاد اولاد ہو گئے۔ مگر رضعین کے اصول یا فروع قریب و بعیدہ اصول کو مرضعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنی ہیں۔ ان تمام تاصیلات و تفریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نفصوص لائیں موجب اطالت ہو اور حاجت نہیں کہ اول تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ سب مسائل خدام فقہ پر خود ظاہر ثانیاً ان پر نفصوص کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاول والاخر مسئلہ نے بحمد اللہ تعالیٰ وضوح تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلئے اگرچہ حاجت نہ رہی۔ اولاً اس تشریح سے کھل گیا کہ یہ شعر تحریم صورت مسئلہ میں نص صریح تھا، جسے برعکس دلیل تحلیل گمان کیا گیا۔ کاش اتنا ہی خیال کر لیا جاتا کہ جانب شیرخوارہ سے فروع کا خویش مرضعین ہو جانا کیا معنی دے رہا ہے۔ فروع شیرخوارہ شیردہ کے خویش ہو جانے میں کوئی معنی متخل ہی نہیں، سوا اس کے کہ شیرخوارہ کی اولاد شیردہ کی اولاد اولاد ہو گئی۔ پھر وہ اولاد شیردہ پر کیونکر حلال ہو سکتی ہے۔ کون سی شریعت میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی پوتی کو اسی اپنے لیے حلال ہو جس بچہ سے چاہے پوچھ دیکھے کہ ماں باپ کی پوتی اپنی بھتیجی ہوتی ہے اور نواسی اپنی بھانجی اور تمام جہان جانتا ہے کہ شریعت اسلام میں بھتیجی اپنی بھانجی پر حرام قطعی ہیں۔ سوائے اتفاق سے یہ

گمان ہوا کہ فروع شیرخوارہ کو شیردہ کے خویش بتایا ہے نہ کہ اولاد شیردہ کے اور نہ جانا کہ یہاں شیردہ کے خویش ہونے کو اولاد شیردہ کے لیے خویش ہونا قطعاً لازم نہیں ہے یہ کیونکر مقصور کہ آدمی کی ماں باپ کی اولاد اپنی کوئی نہ ہو۔ شیردہ کی طرف اضافت بوجہ اصالت ہے کہ اول اسی کے لیے ثابت ہو کہ باقیوں کی طرف سرایت کرتی ہے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا

"حقیقة الحال ان حقيقة البعضية تثبت بين المرضعة

والرضيع فاثبتت حرمة الابنية ثم انتشرت

لغوازم تحريم الولد"

ثانیاً کاش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شعرے مل کر دیکھا ہوتا تو بہ نگاہ اولین کھل جاتا کہ دونوں طرفین نفیض پر ہیں۔ شعر تو صاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین و فروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں، خاص رضیع کے لیے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لیے نہیں ہوتی۔ صاف صاف نفی و اثبات کا خلاف ہے۔ اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ زید کے بیٹے کے لیے ماں حلال ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

حرمت علیکم امہاتکم

ثالثاً آگے تفریح فرماتے ہیں۔ پس فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام نہیں۔ آپ کی اس اصل پر اصل کی یہ پوری تفریح نہ ہوئی۔ جب آپ کے نزدیک حرمت رضاعت جانب رضیع میں صرف رضیع کی ذات پر مقصور ہے۔ اس کے اصول کی طرح فروع کو بھی شامل نہیں تو تفریح یوں کیجئے کہ فروع رضیع خود مرضعہ و مرضعہ پر بھی حرام نہیں جس طرح اصول رضیع ان پر حرام نہیں۔ وہاں تک تو بھانجی بھتیجی حلال ہوئی تھی اب پوتی کو اسی حلال ہو گئی۔

رابعاً عبارت شرح وقایہ کا جو مفاد مٹھرایا کاش اتنا ہی ہوتا کہ عبارت اس

سے بے علاقہ محض ہوتی۔ مگر زہار ایسا نہیں بلکہ عبارت یقیناً ذولمعا اس کا رد
کودہی ہے عبارت جس شے کی خاص حرمت بیان کرنے کو لکھی گئی۔ اس اختراعی
مفاد نے وہی حلال کر دی جیسا کہ بجد اللہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا۔
آخر نہ دیکھا کہ نفس ہفتم میں مستخلص نے عبارت شرح وقایہ کا کیا مطلب ٹھہرایا۔

خامسا بلکہ نفس ۲۱۱۴ میں دیکھے کہ خود امام شارح وقایہ نے کیا فرمایا
اور اپنا مطلب کیا بتایا۔ الحمد للہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا بطرح مقصود
فقیر تھا کہ ہر ہر بات بچے کر کے پڑھادی جائے بدرجہ اتم حاصل ہو گیا۔ احباب پر تو
یہ سخت شدید عظیم فرض ہے السر بالسرو العلانیۃ بالعلانیۃ معاملہ حرام
قطعی کا ہے جس سے اغماض ناممکن تھا رجوع الی الحق میں مار نہیں بلکہ تماوی الباطل
ہیں اور معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتوے پر عمل ہو کر اگر نکاح ہو گیا تو یہ زنا اور
بھی بھی کیسا زنائے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام فتویٰ دہندوں پر رہے گا اور
ہر حرکت ہر بوسہ ہر مس کے وقت روزانہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے بار
یہ کبار و جراثیم ان سب کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

من أفتی بغير علم كان آثمہ علی من افتاء رواہ ابو
داؤد والدارمی والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ الجواب صحیح والنجیب نجیح مصطفیٰ رضا خان قادری عرف ابوالبرکات محی الدین

۲۔ الجواب صحیح۔ نواب مرزا عبدالغنی قادری سنی حنفی بریلوی

۳۔ الجواب صحیح واللہ اعلم، محمد عبدالرب عرف محمد رضا خان قادری

۴۔ الجواب صحیح، محمد امجد علی اعظمی رضوی

۵۔ فقیر غفر اللہ القدر نے مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ علامہ رطلہ امام الجلیلین
علیہم السلام تادسیدنا و مفیدنا و مولوی محمد امجد رضا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ الناس
با فادارتہ الی یوم الدین کے جواب کو بنظر فائز حرقا حرقا دیکھا عین صواب پایا جزاء اللہ
خیر الجزاء و کالہ مکیال الا و فی فقط

فقیر قادری وصی احمد حنفی

۶۔ الجواب صحیح، و موثق بنصوص الصحیح و روایات المستند
جزاء اللہ خیر الجزاء فی الدارین لعلہم الفاضل الجلیل و علامہ
النیل ایتہ من آیات اللہ حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نفاذ ہدایہ
۷۔ ما حققہ عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء الکرام قدوة
الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع و رید المرفقہ اللثام
مظہر الکلمات العرفانیۃ کشف الایا الیہ ربانیۃ حامی السنۃ
واہل السنۃ ما حی آثار الکفر و البدعۃ و حید العصر فید الدھر
مجدد الزمان سیدنا العربیت الماہر مولانا المولوی محمد
احمد رضا خان سلمہ اللہ المنان فیہم حق صراح و صدق
قراح و الحق احق بالاتباع۔ وفقنا اللہ تعالیٰ و سائر المسلمین
وصلوۃ والسلام علی ختم المرسلین و آلہ وصحبہ حماتہ الدین۔
(کتبہ العبد المقتدر الی ربہ الاکبر محمد عمر المراد آبادی)

۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے
فضل سے میری آنکھوں کو اس پاکیزہ تحقیق کے انوار سے روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ جزا
عطا فرمائے۔ حضرت نجیب کو جن کی تحقیق کا ایک ایک حرف صدق و صواب ہے
ومن اعرض عنہ فهو من الجاہلین۔ فی الواقع حضرت مجدد صاحب امت

برکاتہم کی ذات والا صفات حضرت حق کی ایک شان رحمت ہے اور بے شمار
برکات کا مجموعہ کتنے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اور ہزار ہا نابیناؤں کو بینا
بنادیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے فاضل جلیل کو مدت بائیں دراز تک بایں فیض رسانی
سلامت رکھے۔ آمین بحرمات سید المرسلین صلوٰۃ اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ بے شک اس مسئلہ کے ایضاح میں تحقیق کے
خزانے کھول دیئے ہیں۔ اور نادان مفتی کی غلطی کو خوب آشکار کر کے سمجھا دیا
ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سیدھی راہ چلائے آمین

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین
مخلصہ اللہ بک زید العلام والیقین۔



امام العلماء امام ابو حنیفہ ثانی

مولانا کوثر نیازی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
قرطاس و قلم سے میرا تعلق دو چار سال کی ہی بات نہیں نصف
صدی کی بات ہے اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہل علم و قلم
مشائخ و علماء کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقع ملا اور ان کے
درس میں خریک رہا اور اپنی بساط کے مطابق فیض کرتا رہا۔ زندگی میں میں
نے اتنی روٹیاں نہیں کھائیں ہیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری
اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں وہ سب مطالعہ
سے گزری ہیں اس سب مطالعہ کے دوران امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتب
نظر سے نہیں گزری تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پایا
ہے اور علم کا سمندر پار کر لیا ہے علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کر لی ہے
مگر جب امام اہل سنت کی کتابیں مطالعہ کیں اور ان کے علم کے دروازے
پر دستک دی اور فیض یاب ہوا تو اپنی جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں
لگا کہ ابھی تو میں علم کے سمندر کے کنارے کھڑا صرف سیپیاں چن رہا تھا،
علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا مطالعہ کرتا جاتا ہوں
عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام
احمد رضا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے
جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت

ایسی نہیں جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو یقیناً آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے صحیح جانشین تھے جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

یہاں علوم و فنون کے حوالے سے ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ دورانِ تعلیم مولوی فاضل کے درجے میں مقامات حریری پڑھے جو عربی ادب کے حوالے سے ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اسی طرح فیضی کی تفسیر بے نقط دیکھی جس کو تاریخ میں ایک بلند امتیاز حاصل ہے کہ چند حروف بے نقط سے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دی گئی یقیناً صاحب تصنیف کا ایک عظیم کارنامہ ہے اسی طرح عربی ادب کے اور بھی شاہکار مطالعہ کے دوران نظر سے گزرے مگر ان سب پر امام احمد رضا کے فتاویٰ کا عربی خطبہ فوقیت اور انفرادیت رکھتا ہے اس میں امام نے فقہ کی کتابوں اور مصنفوں کے ناموں کو اس طرح مربوط ترتیب دیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، ۹۰ کتابوں کے ناموں کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ خطبہ میں حمد و ثنا بھی بیان ہو گئی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادا ہو گئی اور صحابہ کرام دال رسول پر صلوٰۃ بھی۔ بلا شک شبہ مولانا کا عربی خطبہ عربی ادب کا لازوال شاہکار ہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

اردو زبان کے تو آپ شہنشاہ تھے کثیر تعداد میں تصانیف اردو زبان میں لکھیں ہیں اور عموماً تمام کتب کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کتابیں لکھی ہی اہل علم کے لیے ہیں لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ امام کی کتابوں کو عوام کی رسائی تک پہنچانے کے لیے ان کو آسان زبان میں منتقل کیا جائے۔

یا حواشی کے ساتھ کتابیں شائع ہوں تاکہ عوام بھی اس علم کے سمندر سے افادہ کر سکیں۔ امام احمد رضا دراصل علماء کے امام تھے یعنی امام العلماء تھے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آج عالم کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر وہ امام کی کتابوں کو سمجھ لیں تو وہ عالم کہلانے کے مستحق ہیں اور وہ امام کے علم کی تہ تک پہنچ جائیں۔ تو وہ عالم کہلانے کے حقدار ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے نبی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی پاک و ہند کی سرزمین کی طرف بھی خاص نظر تھی۔ احادیث میں لفظ ہند بھی آیا ہے خاص کر شمشیر ہندی کا تذکرہ بار بار آیا ہے اور شروع کے لٹریچر میں اس کا ذکر برابر ملتا ہے کیونکہ ہند کی تلوار اس زمانے میں بہت مشہور ہوا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہند کے مختلف قبائل اور ذاتوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ واقعہ معراج میں ایک روایت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف انبیاء کرام کے حالات بیان فرمائے تو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہند کی قوم ”جاٹ“ کی طرح مضبوط پایا یعنی ڈیل ڈول میں قوم جاٹ کے جوانوں کی طرح آپ کی جسامت مضبوط تھی۔ اس کا مکمل حوالہ میرے کتب خانے میں موجود ہے ابھی ذہن میں پورا حوالہ نہیں آ رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کے تمام انسانوں کی جسامت کا بھی علم تھا اسی لیے تو موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی طاقت کو ہند کی قوم جاٹ سے تشبیہ دے کر بتایا۔ اس طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی بابا رتن کا بھی تذکرہ ملتا ہے اور ان سے حدیثوں کا مجموعہ بھی منسوب ہے اگرچہ یہ صحابی کی حیثیت سے اکثریت کے نزدیک مشکوک ہیں لیکن عشاق کے لیے یہ بہت کافی ہے کہ سرزمین ہند سے

بھی ایک فرد کو صیابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔
 امام ابو حنیفہ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی سندھ کی سرزمین سے بتایا جاتا ہے اور غالباً مناظر حسن گیلانی نے ان کو قوم کی جاٹ کی ایک شاخ سے تعلق بتایا ہے اور دور حاضر کے امام ابو حنیفہ ثانی کا تعلق بھی اسی سرزمین ہند بریلی سے ہے یہ ہندوستان کے لیے بڑی عظمت کی بات ہے۔
 فقہ حنفیہ میں ہندوستان میں دو کتابیں مستند ترین ہیں۔ ان میں سے ایک فتاویٰ عالمگیریہ ہے جو دراصل چالیس علماء کی مشترکہ خدمت ہے۔ جنہوں نے فقہ حنفیہ کا ایک جامعہ مجموعہ ترتیب دیا دوسرا فتاویٰ رضویہ ہے۔ جس کی انفرادیت یہ ہے کہ جو کام ۴۰ علماء نے بل کر انجام دیا وہ اس مرد مجاہد نے تنہا کر کے دکھایا اور یہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ عالمگیریہ سے زیادہ جامع ہے اور میں نے جو آپ کو امام ابو حنیفہ ثانی کہا ہے وہ صرف محبت میں یا عقیدت میں نہیں کہا بلکہ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابو حنیفہ ہیں۔ آپ کے فتاویٰ میں مختلف علوم و فنون پر جو بحث کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر بڑے بڑے علماء کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کاش کہ اعلیٰ حضرت کی حیات اس دور کو پیش آجاتی تاکہ آج کل کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکتے کیونکہ آپ کی تحقیق حتمی ہوتی۔ اس کے آگے مزید گنجائش نہ ہوتی، بہر حال ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے جو کتابیں بشمول فتاویٰ رضویہ اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کی ہیں۔ میں ان تمام کتب کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے ساتھیوں کو دل کا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل میں جو مسائل زیر بحث ہیں ان کو ہم آپ کے علم کے نور سے حل کر سکیں۔

(امام احمد رضا کا نفرنس ۱۹۹۳ء اسلام آباد سے خطاب)